

خطبہ جمعہ

اس دور میں ایک بھی ایسی بات نہیں جو مسلمانوں کے مفادات سے تعلق رکھتی ہو اور اس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے غلاموں نے نہ کیا ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسکنیہ امیر الائج ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۲ جون ۱۹۹۸ء بعمر طبق ایکراحت احسان لے کے ۱۳ صحری شمسی بمقام مسجد فضیل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن اول و المقتضی ایشیا مسجد اسلامی پرچمان کمزور ہے)

بے حیائیاں ہو رہی ہیں۔ ہر بے حیائی مظہور ہے مولوی کو اور ہر بے حیائی کی سرفہرستی کرتا ہے۔ جھوٹ اس کی سرفہرست میں داخل ہے۔ یہ سارا اسلام ہے صرف جماعت احمدیہ کا امام لیسا ایک جرم عظیم ہے، یہ نام نہ لیا جائے تو سب کچھ اسلام اور جائز ہے۔

اس مضمون کے تعلق میں میں بہت با تک پسلے کھوں چکا ہوں میں اشارہ صرف یہ باقی عرض کر رہا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ ہو یا کوئی بھی مسلمانوں کے مفاد کی بات ہو اس میں ہمیشہ اولین کردار جماعت احمدیہ نے ادا کیا ہے۔

کشیر مودہ مت ۱۹۹۸ء، ۱۹۹۷ء، ۱۹۹۶ء، ۱۹۹۵ء تک، حضرت مصلح موعودؑ نے کشیر مودہ مت کا آغاز کیا اور اس کے متعلق بکثرت مفہومیں شائع کئے۔ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی رائے عامہ کو جھایا اور انہیں سمجھایا کہ تم کشیر کے معاملات اور کشیر کے مظلوم مسلمانوں کے معاملات سے بالکل غافل پڑے ہو، انہوں اور کسی جدوجہد کا آغاز کرو۔ جب یہ آغاز ہوا تو علامہ اقبال ہی نے سب سے پہلا نام میرزا بشیر الدین محمود احمد کا پیش کیا۔ اب یہ بھی تاریخ کے وہ پہلو ہیں جن کے متعلق مستند حوالوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ جماعت احمدیہ سے بڑھ کر کشیر کی آزادی کی حمصہ چلانے والی اور کوئی جماعت نہیں تھی۔

جمال سک فلسطین کا تعلق ہے فلسطین کے متعلق سب سے پہلا تنبیہ مضمون جوشائع کیا ہے وہ حضرت خلیفۃ المسکنیہ شائع فرمایا ہے۔ آپ ہی نے فلسطینیوں کو منتبہ کیا کہ اپنی زمینیں ہو دیوں کے ہاتھوں بیچنے سے باز آجاؤ۔ اگر تم نے یہ زمینیں بیچنے تو اُن کو وہاں کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہے، ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ تمہاری زمینیں خرید کر یہ اپنے کھڑے ہونے کی جگہ بنا میں گے اور پھر اسے پھیلادیں گے اور رفتہ رفتہ ان کا دارہ اڑتے ہوئے مسلمان ممالک جو عرب میں موجود ہیں ان سب پر بحیط ہو جائے گا اور یہ بہت ہی خطرناک حرکت ہے جو تم کر رہے ہو اس سے تو پہ کرو۔ اس موقع پر اس مضمون کی تائید میں عراق اور فلسطین اور دوسرے اخبارات میں سے بہت وہ انسور ایسے تھے جن کے ایڈیٹر، جنہوں نے کھل کر تائیدی مفہومیں لکھ، انہوں نے کہا اگر کوئی صحیح مشورہ دے رہا ہے تو اس وقت جماعت احمدیہ کا سربراہ میرزا بشیر الدین محمود احمد ہی ہے جو صحیح مشورہ دے رہا ہے۔

آپ نے ان کے جذبات کو اہمารنے کے لئے بڑی پر زور تحریریں لکھیں لیکن افسوس ہے کہ ان لوگوں نے ان پر کافی نہ دھرے۔ ایک تحریر کا نمونہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ نے کہا، ”سوال فلسطین کا نہیں، سوال مدینے کا نہیں، سوال یروشلم کا نہیں، سوال خود مکہ مکرمہ کا ہے۔ سوال زید اور بکر کا نہیں، سوال محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت کا ہے۔ دشمن باوجود اپنی مخالفتوں کے اسلام کے مقابل پر اکٹھا ہو گیا ہے کیا مسلمان باوجود ہزاروں انتہاد کی وجہات کے اس موقع پر اکٹھا نہیں ہو سکا؟“، ”الکفر ملة واحدة کا رسالہ جوشائع ہوا ہے اس کا حوالہ الفضل ۱۹۹۷ء سے ہے۔ یہ الکفر ملة واحدة کا جو مضمون ہے یہ تو سارے عرب میں اور اس سے باہر بھی بہت شدت پکڑ گیا تھا۔ تو یہ الفاظ تھے من سے آپ نے مسلمانوں کی غیرت اور عزت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اٹھیت کیا۔

پاکستان کے قیام کے دوران جو خدمات چوہدری محمد نظراللہ خان صاحب نے ادا کی ہیں وہ ایک الگ تفصیلی باب ہے جس کے متعلق چوہدری محمد علی صاحب سابق وزیر اعظم پاکستان اپنی مشورہ کتاب ”پاکستان“ کے صفحہ ۳۶۰ پر تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ چوہدری محمد علی صاحب احمدی تو نہیں

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله۔

أَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

الحمد لله رب العالمين - الرحمن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد وإياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين -

گر شنہ دونوں پاکستان کو جو ایسی دھماکہ کرنے کی توفیق میں اس کے متعلق اخبارات میں بکثرت منتشر ہے کچھ جگہ بھائی بھی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ لیکن اسی توہانی کی تاریخ کا آغاز بالکل بھلا دیا گیا ہے بلکہ اس کے بر عکس جماعت احمدیہ پر ملاں اور ان کے چیلے چائے یہ الزام لگا رہے ہیں کہ جب اسی دھماکہ کے توہا کے ربوہ میں بھی ہوا اور وہ خخت مایوسی اور غم و غصہ کا دھماکہ تھا۔ اسی تکلیف پہنچی اسی ربوہ کو کہ یہ کیا حرکت ہو گئی کہ پاکستان نے اسی توہانی میں اتنی ترقی کر لی ہے۔ یہ ساری باتیں مولوی کی سرفہرست میں داغ ہیں وہ ہمیشہ خاتون کو چھپا کر پلید باتیں کرتا ہے جن کا خاتون سے کوئی ڈور کا بھی تعلق نہیں ہوتا اور مولویوں کے رب عب کے نتیجے میں وہ لوگ جن کو تاریخ خیار ہی چاہئے تھیں وہ بھی یا اس تاریخ سے ناواقف ہو گئے ہیں، ان کا دماغ مولوی کے شور نے بالکل صاف کر دیا ہے یا موجود تو ہے دماغ میں لیکن ڈر کے مارے بات نہیں کرتے۔

اس سے پہلے کہ میں اسی توہانی کی تاریخ جو حقیقی تاریخ ہے اس پر کچھ روشنی ڈالوں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان ہو یا دنیا میں کہیں بھی مسلمان ملت کے مفاد کی بات ہو وہ ہمیشہ بلا استثناء جماعت احمدیہ نے سب سے اول اور مؤثر قدم اٹھایا ہے۔

اور جمال بھی ملت کے مفادات کو نقصان پہنچا ہے وہاں جماعتی مشوروں کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں نقصان پہنچا ہے۔ قیام پاکستان کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ بہت سے حوالے میں دے چکا ہوں اور اب میں کہتا ہوں کہ اس ایک گھٹے کے اندر ان کو دہراتے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ میرے خطبات چھپے ہیں، وہ مفہومیں شائع ہو چکے ہیں جن میں بکثرت ایسے حوالے ہیں کہ پاکستان کی تغیریں ہی سب سے اہم کردار جماعت احمدیہ نے ادا کیا ہے۔ اگر جماعت احمدیہ کے کردار کو نکال لیا جائے تو یہ ملاں لوگ جو آج حکومت پر قابض ہوئے ہوئے ہیں انہوں نے تو پاکستان کو مٹانے کی ہر ممکن تدبیر کر دی تھی۔ اب یہ تاریخ کا ایک مکروہ پہلو ہے کہ وہی لوگ جو پاکستان کو مٹانے میں پیش پیش تھے اسی میں سے ایک شخص جو عطاء اللہ شاہ بخاری کا مرید کھلاتا ہے، اول درجے کا مرید، وہ اس وقت ملک کا صدر بنتا ہوا ہے۔ توجہ قوم تاریخ کو ملیا میث کرنے پر ملک جائے تو یہی نتیجہ لکھا کرتا ہے۔ حد سے زیادہ مکروہ باتیں پاکستان میں ہو رہی ہیں جن کا تعلق پاکستان سے زیادہ پلیدستان سے ہے۔ جس کے متعلق عطاء اللہ شاہ بخاری ہی کا یہ قول تھا کہ پاکستان توہین بن سکے گا پلیدستان بن جائے گا۔ اب وہ پلیدستان بنانے میں اس وقت سب سے بڑا کردار صاحب ادارہ رہے ہیں۔ تو بہت وقار اس اگر دہیں جنہوں نے پاکستان کو پلیدستان بنانے کا جواز ادا کے پایہ تکمیل

تک پہنچا دیا ہے لیکن وہ اکیلے نہیں ہیں ساری قوم کا مزاج بگرا ہوا ہے۔ اس قدر غلط کردار پاکستان کا ہے کہ آپ تو اگر رہے دنیا کے باقی دنیشور بھی حیرت زدہ رہ جاتے ہیں کہ اسلامی ملک میں اس قسم کی

اس کے بعد کی ہوا، کس طرح عرب نمائندوں نے ظفر اللہ خان کی محبت کے گیت گائے ہیں، کس طرح بعد میں عرب رسالوں نے خواہد کی عرب ملک سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے اخبارات نے ظفر اللہ خان کی درجہ رسمی کی ہے اس میں بہاں تک کھائیا کہ رسول اللہ ﷺ سے آن کے زمانے تک یعنی جب سے رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور پسلا دور ختم ہوا، اس کے بعد آج تک بہت سی زمانہ گزار ہے اس میں ظفر اللہ خان سے بڑھ کر اسلام کا حامی تھا۔ میں دیکھا۔ یہ ساری باتیں فراموش کر دی گئیں، مگر ان کو مٹایا گا رہا ہے۔ اس تاریخ کو جو یونائیٹڈ نیشنز کے مسودات کا حصہ تھی ہوئی ہے اس کو پاکستان نظر انداز کر دیتا ہے۔ اب یہ کیا انساف ہے یہ کیسی تاریخ ہے۔ آج بندہ آئندے والی تاریخ ان تاریخ ان لوگوں کو جو آج کل پاکستان پر مسلط ہیں ان کو لازماً جھوٹا اور بد کردار ثابت کرے گی۔ آج بندہ آئندے والی نسلیں ان کی تیار کردہ تاریخ پر لعنتیں والیں گی اس میں کوئی بھی تکمیل نہیں۔ سر دست ان کا پلہ بھاری ہے یہ جس پیروز کا جو جاہیں نام رکھ لیں۔ اپنے صحراء کو جسے تک جنت تھا ان بتاتے رہیں لیکن اس جنت میں حور کیسی ہو رہی ہیں وہ اس جنت میں نہیں ہو سکتیں جس کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے، کوئی دور کی بھی نسبت نہیں۔

اب میں اس مختصر ذکر کے بعد انہاک اتر جی اور اس کا پس منتظر آپ کے سامنے پیش کر تاہوں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جو سراج ہٹھو صاحب کے سر پر پاندھا جا رہا ہے یہ سر اسرائیل کی پاکستانی سیاستدان کے سر پر بندھا جا رہے تو وہ ایوب خان ہیں۔ جزء ایوب خان سے ہی انہاک اتر جی کے انشی نیشنز میں موجود تھے ان کی اکثریت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے دلائل سے متاثر ہو گئی۔ اگر اس وقت ووٹ لے لیا جاتا تو اسرائیل کے قیام کا زیرو لیو شن پاس ہونا ممکن تھا۔ اس وقت جیسے دلائل کی عادت ہے ذریعہ طور پر امریکہ نے دھن دے کر یہ سوال اٹھایا کہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے ابھی ووٹ نہیں ہونے چاہئے کونکہ ان مانگا اور تمام دنیا کی حکومتوں پر دھن دالا کہ تم اپنے فلاں نمائندگان روتے ہوئے ظفر اللہ خان کے خلاف ہو چکا ہے ملک پر قابض ہو جائے۔ اس لئے ایک ہی علاج ہے کہ ایسی تو انہی کو فروغ دیا جائے۔

ایوب خان کی نظر انتخاب جس سامنے دان پر پڑی جس پر آپ کو کامل اعتماد تھا وہ ڈاکٹر عبد السلام نے ابتدائی اور بنیادی خدمات سرانجام دینے میں ایسا کروارا دا کیا کہ اگر کوئی مؤرخ پر شریف النفس ہو تو اس کردار کو بھلا نہیں سکتا۔ اور اس معاملے میں ایسی سکرپسی (Secrecy) سے کام لیا ہے جس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کو ہم ہمارے ہیں ہر جگہ سے کیونکہ یہ اپنے راز کی باتیں دوسروں کو بتا دیتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے ان امور میں اس قدر اخفاۓ سے کام لیا ہے کہ بہت بعد تک جب یہ سارے واقعات گزرے مجھے ملے تھے رہے تو ایسی تو انہی میں اپنا جو کردار تھا اس کا ذکر بھی نہیں کیا ہے۔ سریری ساذ کرتے رہے ہیں اور تاثر یہ دیا کہ گویا اسی تو انہی کا جو کام ہوا ہے یہ بعد میں ہوا ہے۔ جھوٹ تو نہیں بول سکتے تھے مگر تاثر یہ دیا۔ میں نہیں جانتا کن الفاظ سے مجھ پر یہ تاثر قائم ہوا اگر اپنے نفس کو بڑھانے کی ان کو عادت ہی نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ کے فعل کے ساتھ ایک انتہائی منكسر المزاج انسان تھے، پچھے پاکستان کے ہمدرد اور ایوب خان نے جو اعتماد آپ پر کیا اس کو سچا ثابت کر دکھایا۔

یہ جتنے انہاک، نہ کلیر کمیشن بے ہیں مختلف قسم کے انہاک یعنی یورینیم وغیرہ کی افزائش کے انتظامات ہوئے ہیں ان سب میں ڈاکٹر عبد السلام کے مشورے کے مطابق وہ سامنے دان ملوث ہوئے ہیں جن میں سے ایک بڑی تعداد احمدی سامنے دانوں کی تھی۔ اور اگر وہ احمدی سامنے دان اس پر کام نہ کرتے تو آج کسی ایٹھ بم کا سوال ہی نہ پیدا ہو تا پاکستان کے لئے۔ اور یہ الزام کہ وہ اپنی خبریں احمدیوں کو دیجے ہیں اس قدر جھوٹا اور لغو ہے کہ اب جکہ یہ واقعہ ہو گیا تو امریکہ سے شیخ لطیف صاحب نے جو اس وقت جوئی کا کردار ادا کرنے والے تھے انہوں نے پہلی بار نہیں لکھا ہے کہ یہ سارے جھوٹ بول رہے ہیں، بات کچھ اور ہی ہے۔ ایوب خان کے زمانے میں آغاز ہوا اور میں ان سامنے دانوں میں سے ہوں جنہوں نے اولین کلیدی کردار ادا کیا ہے یورینیم کی افزائش کے تعلق میں۔ اور زندگی اس پر کام کیا، مختلف ممالک کے دورے کے ہیں اور افزائش کے سلسلے میں اگر یہ سارا کام جو مخفی طریق پر ہوتا رہا ہے اگر یہ نہ کیا جاتا تو آج پاکستان ایٹھ بم بنانے کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ تو اول طور پر یاد رکھیں کہ اس کا سر ارائه بھٹک کر رہے نہ خیاء الحق کے سر ہے نہ نواز شریف

تھے۔ بنگالی، شریف الشیخ انسان تھے اور پاکستان کے وزیر اعظم رہے ہیں انہوں نے کھلے لفتوں میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو خراج عجیب میں کیا کہ پاکستان کے قیام کے بعد کشیر کی حمایت میں اس سے زبردست تقریریں آپ کو کہیں اور نہیں ملیں گی جیسے ظفر اللہ خان نے کہیں اور جو کو شہزادی کیں ان کا ذکر طویل ہے۔

بھاں تک مسلمان فلسطین کا تعلق ہے حضرت مصلح موعود نے اس کا آغاز کیا اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے یونائیٹڈ نیشنز تھی اقوام تھیں میں مسلمان فلسطین کی ایسی بیروتی کی کہ اس کی کوئی نظر آپ کو کہیں تاریخ میں نہیں ملتے گی، حضرت انگریز ضاحاحت و بلا غت سے پانچ پانچ گھنٹے آپ نے تقریریں کیں۔ اور ایک ایسا موقع خاچب کہ امریکہ اور اسرائیل کی لعنتی جو بننے والا تھا۔ بھی، اسرائیلیوں کی سازش سے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے کہ یونائیٹڈ نیشنز میں جب یہ مسئلہ نہیں ہو گا تو بھاری اکثریت اسرائیل کے قیام کے حق میں دوست دے گی اس وقت ظفر اللہ خان اسٹھے ہیں تقریر کے لئے اور فی البدنه ایسی تقریر ہی کے کہ مسلمان جتنے بھی نمائندے تھے وہ جو شے سے باز بار اٹھتے تھے اور بعض روئے ہوئے آپ کے ہاتھوں کو چوڑتھے کہ ظفر اللہ خان تم نے اسلام اور فلسطین کی حمایت کا حق ادا کر دیا۔

اس کے اوپر جو بعد میں تبیرے چھپے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں ان کی تفصیل میں نہیں جانا جاتا۔ میں صرف اتنا بتا دیا ہوں کہ امریکہ اور یورپیوں کی پوری کو شہوں کے باوجود اس وقت کے نمائندگان جو یونائیٹڈ نیشنز میں موجود تھے ان کی اکثریت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے دلائل سے متاثر ہو گئی۔ اگر اس وقت ووٹ لے لیا جاتا تو اسرائیل کے قیام کا زیرو لیو شن پاس ہونا ممکن تھا۔ اس وقت جیسے دلائل کی عادت ہے ذریعہ طور پر امریکہ نے دھن دے کر یہ سوال اٹھایا کہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے ابھی ووٹ نہیں ہونے چاہئے کونکہ ان کو پہنچتا ہے اگر اسی وقت ووٹ ہو جاتے تو یہودی حکومت کے قیام کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ یہ وقت مانگا اور تمام دنیا کی حکومتوں پر دھن دالا کہ تم اپنے فلاں نمائندگان روتے ہوئے ظفر اللہ خان کے خلاف ہو چکا ہے ملک، جراجمور کر کر اپناؤ وہ فلسطین میں یہودی حکومت کے قیام کے حق میں دے اس کے خلاف نہ دے۔ جب ساری گھنی کری اور یقین ہو گیا کہ اب ہر صورت میں یہودی حکومت کے قیام کے حق میں فیصلہ ہو گا تب کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے یونائیٹڈ نیشنز میں جس کو ڈوڑیوں کا لکھتے ہیں لیکن ووٹ ہو چکا کے کہا تو کون کس کے حق میں ہے۔ اس وقت حال یہ تھا کہ بعض نمائندگان روتے ہوئے ظفر اللہ خان سے کہ رہے تھے کہ ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ ہم ابھی ابھی اس بات پر سو فیصد مطمئن ہیں کہ فلسطین پر یہودی حکومت کا قیام جائز نہیں لیکن اپنی حکومتوں کے ہاتھوں مجبور ہیں اور بالآخر معمولی اکثریت سے یہ فیصلہ ہو گی جو اس سے پہلے بھاری اکثریت سے اس فیصلے کو رد ہو جانا جا رہا تھا۔ تھا لیکن اگر اس وقت جس وقت ظفر اللہ خان نے تقریر ختم کی تھی اس وقت اگر ووٹ ہوئے تو یونائیٹڈ نیشنز کی بھاری اکثریت اس فیصلے کو رد کر دیتی۔

ایب یہ اس کو جو مرضی اپنے سر تھوپنے کی کوشش کرے یہ وہ حقائق ہیں جو پاکستان کی تاریخ میں مندرج ہیں اور ان حقائق کو یہ ملائکتے ہی نہیں۔ اس لئے قدرِ خان صاحب کی باتیں ہوں یا کسی اور سائنس و ادار کی باتیں ہوں حقیقت میں یہ احمدی سائنس و ادارے ہیں جنہوں نے بہت گزیری علمی خدمات سراجِ اسلام دی ہیں اور آج کا ایسٹ بم ان کا سر ہونا منت ہے۔ یہ جو کہا جا رہا ہے کہ عبد اللہ دری صاحب کی توکوی حیثیت ہی نہیں تھی، کوئی شمار ہی نہیں تھا پروپریٹیٹ کے پیشہ لئے ہیں وہ اور بہت پروپریٹیٹ اکیا ہے انہوں نے اس کے متعلق اخبارات میں یہ خبریں شائع ہو چکی ہیں کہ کس طرح بعض صحافیوں کو انہوں نے خرید اور اپنی جیب سے پیسے خرچ کر کے ان کو اپنی تائید میں لکھنے پر آمادہ کیا۔ اب یہ ساری باتیں پاکستان کے اخبارات میں چھپی ہوئی موجود ہیں ان کی تفصیل میں میں جسیں جانا چاہتا یوکہ مجھ پسند نہیں کہ عبد اللہ دری خان صاحب کے کئے کہ کے بعد پر پانی پھینرنے کی کوشش کروں۔ ان بے چاروں نے جو کچھ کریڈٹ لے لیا ہے اللہ ان کو مبارک کرے مگر تاریخ بدلتے کا ان کو کوئی حق نہیں تھا۔ جو تاریخ کہہ رہی ہے وہ یہ باتیں ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

شیخ طیف صاحب کے علاوہ مرا منور احمد صاحب ثورانٹو کا میں نے بتایا ہے اسی طرح ڈاکٹر محمد افضل صاحب ۱۹۶۷ء سے ۱۹۶۹ء تک شنفراریس کیسٹر سٹریٹ زینیں لیکپڑا رہے ہیں یعنی پروفیسر تھے اور انہاک ازبجی کے سائنس و انوں کو یونیورسٹی سائنس کی میکنالوجی پڑھانے میں انہوں نے سب سے نمایاں کام سراجِ اسلام دیا ہے۔ جو ٹیم بنی ہے، بہت سارے کثرت سے لوگ Involve ہوتے ہیں ایسے کاموں میں، اس ٹیم کو بنانے میں بھی احمدی پروفیسر زادِ خل ہے۔ تو تجھ کی بات ہے کہ ان سب باتوں کو آج کا پاکستان کلیئے بھلارہا ہے اور ایک نئی تاریخ کو جنم دینے کی کوشش کر رہا ہے جو سراسر جھوٹی ہے۔ اس مختصر ذکر کے بعد جو کہ میں نے حوالے نہیں پڑھے جو مختلف مضمون کے میرے پاس موجود ہیں اس لئے میرے اندازے سے جلدی وقت ختم ہو گیا ہے وہ میرا خیال تھا کہ اگر یہ حوالے پڑھوں تو پھر پورا وقت ہو جائیگا۔ پھر ڈر کے مارے نہیں پڑھے کہ زیادہ ہی وقت نہ لگ جائے اب مختصر تیرہ کر کے اس خطے کو ختم کر دیتا ہوں۔ آج کا دور یعنی وہ دور جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوتا ہے اس

دور میں ایک بھی ایک بات نہیں جو مسلمانوں کے مفادات سے تعلق رکھتی ہو اور اس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے غلاموں نے نہ کیا ہو۔ مسلم لیگ کی بنیاد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈالی۔ مسلم لیگ کا تذکرہ

کے سر ہے۔ یہ سارے بعد میں شہرت لوئے والے لوگ ہیں۔ سر اگر کسی پاکستانی سیاستدان کے سر ہے تو وہ جزءِ ایوب خان تھے۔ بہت گرے انسان جن کی نظرِ ملک و قوم کے مفادات پر تھی اور دیکھنے میں ایک سادہ سے جریل تھے۔ مگر ان کی بہت باریک اور گزری نظرِ اسلامی مفادات اور ملکی مفادات پر پڑا کرتی تھی۔ اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ یہ انہاک ازبجی کیسٹر قائم ہوا۔ اس میں ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ خاموشی سے کام کرتے تھے اور اپنا دکھاوا منظور ہی نہیں تھا۔ اس وجہ سے بھی اس زمانے کی تاریخ کو اب بھلا دیا گیا ہے ورنہ اگر اس وقت وہ کھل کر یہ باتیں کرتے تو ان کو ذاتی شہرت تو مل سکتی تھی مگر سب دنیا کی نظر میں پاکستان کے انہاک پروفیسر ایوب اس وقت دخل امدادی کر کے وہ اس کی بنیاد پر قائم تھے۔ پس اپنی اناکی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی انہوں نے اور اعتدال کیا تو احمدیوں پر کیا اور ڈاکٹر عبدالسلام نے جن لوگوں کے نام پیش کئے ان سب کو قبول کیا۔ وہی نام ہیں جن میں سب سے بڑا نام اس وقت میر احمد صاحب کا ہے۔ میر احمد صاحب نے جو بڑے جرأت والے اخلاق انہاک میں ایک ازبجی کیسٹر میں بہت بڑا کام سراجِ اسلام دیا ہے۔ اس کو منظم کرنے میں بہت بڑا اہمیت ہے۔ اور یہ تسلیم کرتے ہیں کھل گر کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے لائے ہوئے تھے اور انہی کے اعتدال کی وجہ سے ان کو یہ توفیق ملی ہے۔ اب میر احمد خان صاحب زندہ موجود ہیں، آپس میں یہ لوگ جتنا بھی فرشاشنا چاہیں ایک دوسرے سے چھین چھین کے بے شک بانٹیں، ان سے اگر کوئی پوچھتے کہ بتاؤ کہ انہاک ازبجی کیسٹر کے آغاز میں سب سے اہم کروارگن نے ادا کیا تو وہ بلاشبہ کہیں گے کہ ڈاکٹر عبدالسلام تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام پر ان کی وفات کے بعد جو مضمون لکھا، جو رویت میں پڑھا گیا اس میں بہت کھل کر ڈاکٹر عبدالسلام کی عظمت کے گیت گائے ہیں اور ان سب باتوں کا آج کسی غیر احمدی سائنسدان کو قطعی یقین علم ہے تو وہ یہ میر احمد خان صاحب ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ پرائیوریٹ مجلس میں جب ان سے پوچھا جائے گا تو یہ ضرور بانٹیں گے۔ لیکن اس آغاز کی تاریخ کا انہوں نے کیوں ذکر نہیں کیا میرے فردیک پاکستانی حکومت اور پاکستانی میڈیا اور پاکستانی اخبارات اس کے متحمل ہی نہیں ہو سکتے تھے اس لئے بعد نہیں کہ انہوں نے بیانات میں یہ بھی باتیں کی ہوں لیکن ان کو بالکل کمیت نظر انداز کر دیا گیا ہو اور ملیا میٹ کر دیا گیا ہو۔

تو اس وقت جو پاکستان کی نیو گلیر افراٹس کے تعلق میں ایک عالمی حیثیت قائم ہو گئی ہے اس میں اول کردار ایوب خان اور دوسرے کروار جو سائنسی کروار ہے یہ ڈاکٹر عبدالسلام نے ادا کیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے یورپیں کی افراٹس کے سلسلے میں ڈیرہ غازیجان میں یورپیں کے ڈاکٹر کی دریافت کے بعد اس کو اس طرح ایمنی تو ایمنی کے قابل بنا لیا جا سکتا ہے اس کے متعلق سب سے اہم مشورے دیئے اور شیخ طیف صاحب جو احمدی سائنسدان ہیں یہ وہ سائنسدان ہیں جن کو اس کام پر مأمور رکھا ہے۔ بڑی خاموشی کے ساتھ، بغیر کی ایمانیت کے جذبے کے تحت کریٹ لینے کی کوشش کے، انتہائی خاموشی اور اخاء کے ساتھ یہ کام کرتے رہے ہیں۔ اور اس کی تفصیل میں یہاں بیان نہیں کر سکتا لیکن میرے پاس وہ سارے کوائف موجود ہیں۔ اگر میں بیان کروں تو دنیا ہیران رہ جائے گی کہ احمدی سائنس و انوں نے کتنی خاموشی کے ساتھ وہ خدمات سراجِ اسلام دی ہیں جن کے بغیر پاکستان میں نیو گلیر افراٹس کا کوئی سلسلہ ہی نہیں چل سکتا۔ کسی غیر معروف جگہ میں بیٹھ کر یہ لمبارٹریاں بناتے رہے ہیں۔ وہ آج کی جو جدید لمبارٹری ہی ہے وہ اسی لمبارٹری کے خدوخال پہنی ہے جو انہوں نے تجویز کی تھی اور بنا کے دکھائی تھی تو بیلو پرنٹ بھی ان کا ہی تیار کردہ تھا اور بیلو پرنٹ کو ڈھال کر عملی شکل دینے میں بھی انہوں نے ہی سب سے بڑا کروار ادا کیا اور بعد میں جب زیادہ وسعت کی ضرورت پڑی تو یعنی انہی کی سیکم کو آگے بڑھا کر وسعت دی گئی ہے۔ اب یہ امریکہ میں ہیں شیخ طیف احمد صاحب جن کا اس سارے واقعہ کے بعد مجھ سے رابطہ ہوا ہے۔ اس سے آپ اندازہ کریں کہ ان کو کچھ بھی پرواہ نہیں تھی انہی اناکے اٹھار کی۔ جب تک یہ دھماکے نہیں ہوئے اس وقت تک انہوں نے مناسب نہیں سمجھا کہ مجھے بھی باتیں کہ اس سے پہلے کیا کرتے رہے ہیں۔

انہوں نے کچھ اور سائنس و انوں کے نام بھی بھیجے ہیں۔ ڈاکٹر میر احمد خان صاحب کی سربراہی میں جو ٹیم بنا لی گئی تھی اس میں جو احمدی سائنسدان کلیدی اسماں پر فائز تھے ان میں ایک شیخ طیف احمد صاحب بھی امریکہ والے دوسرے مرا منور احمد صاحب کیمیڈ اولے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے نام ہیں مثلاً محمود احمد شاد صاحب ثورانٹو کینڈیاں ہیں۔ نیو گلیر فیوٹن کی میجنٹ میں انہوں نے بہت بڑی خدمات سراجِ اسلام دی ہیں۔ شیخ طیف صاحب کا جو کردار اسے ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۱ء تک، میتوپیکر آف نیو گلیر Equipment یہ انہی کا کارنامہ ہے۔ ۱۹۸۶ء میں میتوپیکر آف یورپیں ایکسٹریکشن پائٹ پائٹ انہوں نے تجویز کیا۔ انہوں نے اپنے سامنے بنا کر دکھایا کہ یہ تجویز مخفی ایک خیالی تجویز نہیں، عملاً یہ ہو سکتا ہے۔ ۱۹۸۷ء پر اسینگ آف یورپیں میتوپیکر آف نیو گلیر فیوٹن یہ بھی ان کا کارنامہ ہے۔

بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لازماً الہاماً اس طرف توجہ پیدا ہوئی کہ ہندوستان کے جتنے مسلمان ہیں ان کو اکٹھا ہو کر ایک ایگ کی بنیاد ڈالنی چاہئے۔ اور آج کی مسلم لیگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مٹانے کی کوشش کرو رہی ہے۔ یہ عجیب کردار ہے جس کو ہرگز اللہ قبول نہیں فرماتا اور اس کا بد اثر پکھ دیکھ رہے ہیں، پھر اور بھی دیکھیں گے۔

تو اے وقت ۲۲ رائے وقت ۱۹۳۸ء کا آپ دیکھیں۔ ۱۹۴۱ء میں ۲۲ رائے وقت کو حید ناظمی نے کیا لکھا۔ وہ لکھتے ہیں، ”ہندوستان نے کشمیر کا تقسیم یو این او میں پیش کر دیا۔ چوبدری صاحب پھر نیویارک پہنچ گئے۔ ۲۰ فروری ۱۹۳۸ء کو آپ نے یو این او میں دنیا بھر کے چوتی کے داغوں کے سامنے اپنے ملک و ملت کی وکالت کرتے ہوئے مسلسل ساڑھے پانچ گھنٹے تقریر کی۔ ظفراللہ خان کی تقریر شوہس دلائل اور حقائق سے لبریز تھی۔ کشمیر کیشیں کا تقریر ظفراللہ کا ایک ایسا کارنامہ ہے جسے مسلمان بھی نہ بھول سکیں گے۔“ کوئی کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے۔ مسلمانوں نے تو بھلا دیا ہے۔ مگر مسلمانوں نے کب بھلا دیا ہے۔ جو بھلانے والے ہیں ان کا نام مسلمان ہے ان کا کردار مسلمان نہیں ہے۔ اگر حقیقت میں ان کا کردار بھی مسلمان ہوتا، ان میں اسلامی جذبہ تکمیر کا ایک معنوی ساجدہ بھی ہوتا تو انہوں نے اپنے اوقات کو بھلا دیتے۔

اُس زمانے کے اخبارات میں کچھ شرافت موجود تھی، کچھ باقی میں وہ جرأت سے کہہ دیا کرتے تھے۔ جو شرافت اب ان اخبارات میں جو آج کل پہلے رہے ہیں نام کو بھی نہیں رہی۔ یہ وجہ ہے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ جماعت کو جدا جد کر کے ان لوگوں کو جو اخبارات کے مالک ہیں یا ایڈیٹر ہیں بار بار ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ میرا تجربہ ہے کہ بعض دفعہ دیکھنے میں لگتا ہے کہ بہت مخالف اور منصب ہے، جب ملا جائے اور بات صحیحی جائے تو اندر کا انسان جاؤ گا اختاب ہے۔ اس لئے تو اے وقت ہو یادوں سے اخبارات ہوں ان کے سربراہوں سے جن کے ہاتھ میں ان کی کلیدیں ہیں اور ان کے مدیروں سے ضرور ملنا چاہئے اور پوری کوشش کرنی چاہئے کہ ان کے اندر کا ضمیر جاؤ ائے۔

اب یہ Stated Weekly of Pakistan کا ایک حوالہ میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہو۔

۱۳ اگست ۱۹۵۰ء کی اشاعت میں لکھتا ہے، ”ہمارے وزیر خارجہ نے وہ ناموری خاصی کی ہے جو بلاشبہ کسی دوسرے ملک کو نصیب نہیں ہے۔ یعنی وزارت خارجہ کا جو حق ظفراللہ خان نے ادا کیا ہے وہ دنیا بھر کے کسی وزیر خارجہ کو نصیب نہیں ہو۔ چھوٹے سے ملک کا نہ کہنہ ہو کہ شرست کے آسمان پر ایسا بھرے اور ایسا پچھے ہیں کہ دنیا بھر کے وزراء خارجہ کو بالکل ماند کر کے دکھا دیں اڑھائی سال کے عرصہ میں یہ روپی دنیا میں انہوں نے پاکستان کی ساکھ کو قائم کرنے اور اس کی عزت و قار کو چارچاند لگانے کا جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کی مثل میں مل سکتی۔ سلامتی کو نسل میں جس طریق پر انہوں نے مسئلہ کشمیر کا معاملہ پیش کیا ہے اسے اس فریب کا جو پاکستان کو دیا جا رہا ہے پر وہ چاک ہو گیا۔ Lake State میں کمال بے جگری سے انہوں نے کشمیر کی جگہ لڑی ہے اور دنیا کے سامنے یہ ثابت کر کے کہ میں الاؤای قوانین کی روشنی میں کسی بھی زاویہ لگاہ سے کیوں نہ دیکھا جائے جا رخانہ اقدام کا ارتکاب کرنے میں پہلے دوسرے فریق نے کی ہے۔ وہ اس بیانگ میں فتیاب رہے ہیں۔ قائد اعظم مر حوم کی طرح وہ حکنا نہیں جانتے تھے۔ وہ اس حق کے قائل ہی نہیں تھے جو گر کر نصیب ہو۔“ یہ ہے احمدیوں کے کردار کو خراج تھیں۔

جب ان پر اعتماد کیا گیا اور پاکستان کی وکالت ان کے سپرد کی گئی تو اس طرح وفا کے ساتھ، اس طرح صحیحی کے ساتھ انہوں نے اس کا حق ادا کیا ہے۔ اب یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ احمدیوں کو اس لئے کلیدی عدہ ہیں دیا جاتا کہ ملک کے بھی غدار ہیں اور اسلام کے بھی غدار ہیں۔ بے جیانی کی کوئی حد تو ہوئی چاہئے مگر ہمارے بد نصیب وطن میں اس کی کوئی حد معلوم نہیں ہوتی۔ میں جو نو اے وقت کے مقابلہ نگار تھے ان کی ایک تحریر پڑھ کے میں اس خطے کو ختم کرتا ہو۔ وہ لکھتے ہیں، ”وہ اردو انگریزی کے ایک بے پناہ، زبردست اور مختنے دل و دماغ کے اعلیٰ باری کے مقرر تھے۔ انہوں نے قائد اعظم کے حکم کے تحت پارٹیش کیسی یعنی باوڈری کیشیں میں مسلم لیگ کی جس طرح ترجیحی کی اس کا تکمیل ریکارڈ موجود ہے۔“ مگر ذکر بھی نہیں کرتے اس ریکارڈ کا یو نکد اس کے بر عکس نتیجہ نکالنے کے عادی بن چکے ہیں یہ لوگ۔ ”ای طرح قیام پاکستان کے بعد انہوں نے اس انداز سے کشمیر کے مسئلہ کو سیکورٹی کو نسل کے سامنے پیش کیا یہ اس کا نئر تھا کہ سیکورٹی کو نسل نے متفقہ طور پر کشمیر کے مستقبل کو عوام کے استعواب رائے سے مشروط کر دیا۔“ یہ جو اقتہ گزارا ہے یہ ظفراللہ خان کی کوششوں سے ہوا ہے۔ ”چوبدری محمد ظفراللہ خان نے عربوں کے کیس کی اقوام متحده میں جس خلوص اور دیانت داری، بلند حوصلگی سے نمائندگی کی اس کا اعتراف تمام عالم اسلام کو ہے۔“

اگر پاکستان کو نہیں تو یہ عالم اسلام نہیں ہے۔ میں ش جو احمدی نہیں تھے بلکہ ایک دور میں احمدیت کی بڑی

پاکستان کی تاریخ میں جماعت احمدی نے جو کردار ادا کیا اس سلسلے میں تمام متنازع تاہیں جو پہلے زمانے کی چھپی ہوئی ہیں، رئیس احمد جعفری کی کتاب ہو یا کوئی اور ان میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ تمام ہندوستان کی نہ ہی جماعتوں میں اگر کوئی جماعت تھی جس نے پاکستان کی تغیریں کام کیا ہے تو یہ جماعت احمدی تھی۔ اور اب ان کے سکول کی نفوا اور پھر کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مولویوں نے پاکستان کو تغیری کی اور جماعت احمدی یہ اس کی مخالف رہی ہے۔ تو ہر چیز میں انہوں نے واضح جھوٹ اور ناشکری سے کام لیا ہے اس کے نتیجے میں یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ ان کی ازیادتیوں کو نظر انداز فرمادے۔ ہمیشہ خدا کی دستور رہا ہے کہ جماعت کو توفیق بخشدتے ہے۔ جب یہ لوگ نظر انداز کرتے ہیں تو ان کو سر امتی ہے۔

کشمیر میں جب بالآخر علامہ اقبال نے حضرت مصلح موعودؒ کو خشوں کو نظر انداز کیا تو اسکے بعد پھر کشمیریوں پر مظالم کا ایک ایسا دور شروع ہوتا ہے جس کو قیام پاکستان ہی نے آکر خشم کیا ایک حد تک خشم کیا اور قیام پاکستان کے بعد وہ بارہ پھر اگر کشمیریوں کی حمایت کے آغاز کا موقع ملا تو حضرت مصلح موعودؒ کو ملا ہے۔ کس طرح ان باتوں سے آئکھیں بند کرتے ہیں تجہب ہے۔ یقین نہیں آتا کہ کوئی شخص اس طرح حقائق کو دیکھ کر ان سے آئکھیں بند کر کے بالکل ایک خلف بات، من گھر باتاتا ہے۔

کشمیر کی تاریخ کے متعلق اب نیمرے پاس حوالے تو نہیں ہیں جو مجھے زبانی یاد ہے وہ یہ ہے کہ پارٹیش کے فوراً بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رتن باغ سے اس تحریک کا آغاز کیا ہے۔ احمدی آفسرز آپ کو ملے آتے رہے اور بہت سے غیر احمدی افراد آپ کو ملے کے لئے آتے رہے کیونکہ ان کو اعتماد تھا کہ اگر یہ تحریک کوئی شروع کر سکتا ہے تو صرف آپ کر سکتے ہیں۔ صوبہ سرحد میں رائے عامہ کو کشمیر کے حق میں ابھار اور جو حق تھے جانے شروع ہوئے ہیں کشمیر کی تائید میں یعنی پھٹکوں کے جھنے وہ جماعت احمدی نے بھیجے تھے۔

اب یہ جو چاہیں اس کا نام رکھ دیں۔ یہ حقائق ہیں جو تاریخ کے حقائق ہیں ان کو کوئی شریف الفض انسان ملیا میث نہیں کر سکتا۔ چاہے بھی تو نہیں کر سکتا۔ بدیاں بھی ملیا میث نہیں کر سکتا کیونکہ یہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ یہ جیسے پھر پر تحریریں لکھر بن جاتی ہیں جو مٹائیں جائیں جا سکتیں وہ لکھر ہے یہ تاریخ پر، جس کو اب یہ لوگ مٹائیں سکتے۔ مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے آپ کو صبر سے کام لیتا ہو گا۔ وقت بدل جایا کرتے ہیں۔ پہلی قوموں نے بھی بہت صبر سے کام لیا ہے اور بالآخر حقیقی تاریخ کے نتوШ ان مٹائی ہوئی تحریریوں میں سے ابھر نے شروع ہوئے اور نئے نتیجوں نے جگہ لی۔

پہلی جماعت احمدی کو میری یہ نصیحت ہے کہ آپ صبر سے کام لیں۔

جمال تک ممکن ہے ان باتوں کو اخباروں میں شائع کرنا شروع کریں کیونکہ اس کو نہیں کر سکتے

قوم کی یادداشت بہت ہی چھوٹی ہے۔ اگر کو شش کریں گے تو کوئی بعد نہیں کہ اگر احمدیوں کے وفوڈ میں پاکستان کے بعض کر تاہم تائیں نہیں ہوں یا اخباروں کے مالک ہوں ان سے میں تھر گز بعد نہیں کہ

خت مخالفت کیا کرتے تھے ان کا یہ اقرار ہے۔ کہتے ہیں عالم اسلام کو تو اعتراف ہے جن کو نہیں ان کا نام جو مردی بھی ہو عالم اسلام نہیں ہے۔ ”میں نے جو کچھ دیانتداری سے سمجھا اسے لکھ دیا۔“ یہم ش کا دیانتداری کا اقرار ہے۔

اب میں اس خطبے کو ختم کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کو صرف یہ فصیحت کرتا ہوں کہ بے ولی اور کمزوری نہ دکھائیں۔ اپنی نیکیوں پر استقامت اختیار کریں۔ قوموں کی تاریخ بدل جایا کرتی ہے۔ بالآخر صیر کو فتح نصیب ہوا کرتی ہے۔ آپ دعائیں کرتے رہیں اور صبر سے کام لیں۔ اس وقت جو حالات ہیں ان میں پاکستان کے سر پر بست بڑے خطرات منٹ لارہے ہیں اتنے خطرناک حالات ہیں کہ ان کا اگر صحیح علم آپ کو ہو تو ذلی دلیں جائے۔ کوئی شعبہ ایسا یادی نہیں رہا جو بد امنی کا ٹھکارہ ہو چکا ہو۔ اقتصادی حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ بات تو نظر لے کر امیر ملکوں کے بائیکاٹ کے نتیجے میں پاکستان کو کوئی بڑا اقتصادی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑی قومی بڑی خود غرض ہیں۔ جہاں ان کا اپنا مقام ہو، جہاں یہ خطرہ لاحق ہو کہ اگر انہوں نے تجارتی تعلقات کاٹ دئے تو اس ملک کی مددی کسی اور ملک کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ وہاں ان کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کہ ہماری عمومی پالیسی کے بر عکس تجارتیں کو بجاں رکھنے سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

پس اس بارے میں وزیر اعظم پاکستان مبارک پاد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بالکل صحیح تتخیص کی ہے یا بار قوم کو یقین دلایا ہے کہ ان کی اقتصادی پابندیاں بالکل بے معنی اور لغو باتیں ہیں، خصوصیت سے اس وقت جبکہ ہندوستان اور پاکستان کے مفاداًت دونوں ہی امریکہ کے مقابل پر اکٹھے ہو چکے ہیں تو اتنی بڑی اقتداری منڈی جو سارے ہندوستان پر پھیلی ہو اور پاکستان پر پھیلی ہو اس کو نظر انداز کرنے کا دینا کی کسی بڑی سے بڑی طاقت کو بھی اختیار نہیں۔ یورپیں ہوں یا امریکن یا یونین یا یا جاپانی، ان سب نے اپنی منڈیوں کی سماکھ لازماً قائم رکھتی ہے۔ صرف ایک چیز سے اختیاط کی ضرورت ہے جس سے ہماری اقتصادیات کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور اس نقصان پہنچانے میں یہ لوگ ماہر ہیں وہ یہ ہے کہ پاکستان کو اپنی بھی ضرورتیں ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے ان کو جو ظاہری پابندیاں ہیں وہ کوئی کام نہیں دے سکتیں لیکن کچھ مخفی ایسے ارادے ہیں جو پاکستان کو مشکل میں ڈالنے کے لئے ان کے کام آسکتے ہیں۔ ظاہر تجارت ہر اس جگہ جاری رہے گی جس تجارت کا مفاد ان کو پہنچتا ہے۔ مخفی تجارت جس میں ہتھیار شامل ہیں، جس میں سائنسی آلات شامل ہیں، جس میں کمپیوٹر شامل ہیں ان کو یہ روک